شمس الاسلام بہاری

تمہارے حسن کی مشعل بجھی بجھی کیوں ہے؟

چھوڑو یار تمہیں تو ہر وقت مذاق سوجھے ہے۔ ہمارے ملک کا کیا بنے گا، میں اس پریشانی میں ہوں۔ کئی دنوں سے میری روح بھی کانپ رہی ہے، اور لکلی نہیں۔ آبادی بڑھے گی، مسائل بڑھیں گے، مہنگائی ہوگی، جاگیردار اور سرمایہ دار متکبر و مغرور و جابر و قاہر اور مستبد ہو جائیں گے اور کیا ہوگا؟

میرا یہ مطلب نہیں۔

تو پھر تمہارا مطلب ہی کیا ہے۔

نہیں یار میرا مقصد یہ ہے کہ ملک میں ہونے والے فرقہ واریت کے ہنگامے بہت خوفناک اور کربناک ہیں،

ایک قافیہ تم بھول گئے، کڑکناک بھی ہیں۔

یار خدا کے لئے کسی وقت سیریس بھی ہوا کرو تمہارے ساتھ تو بات کرنا ۹۹ کا گھاٹا ہے،

ایک میرا ڈال لو اور گھاٹا سو فیصد دکھادو دفتر والے مطمئن ہوجائیں گے اور تمہارا کام بن جائے گا تمہارے بڑوں کا بھی تو یہی دستور ہے۔

یہی تو فرقہ واریت ہے بات مجھ سے کر رہے ہو اور در گھسیٹا مرے بڑوں کو انہوں تمہارا کیا بگاڑا ہے؟

انہوں نے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا اپنا ہی خانہ خراب کیا ہے یا تمہارا اور تم جیسوں کا بیڑا غرق کیا ہے۔

دیکھو تم حد سے بڑھ رہے ہو اور پھر اس دفتر میں تمہیں اس طرح کی گفتگو کرنی ہی نہیں چاہیئے یہ بد اخلاقی کی حد تک گری ہوئی بات ہے۔

واہ جی واہ خوب رہی مرزا اخلاق بیگ صاحب پنجابی میں کہتے ہیں "چھاننی وی چھج نوں مہنے مارے" یعنی چھلنی بھی چھاج کو طعنے دے۔ کیوں مرزا اخلاق بیگ گورداسپوری صاحب میں نے کونسی بد اخلاقی کی آپ سے۔ میں نے تو اپنی روزمرہ کی عادت کے مطابق تم سے اسی لب و لہجہ میں بات کی ہے۔ تم خود ہی کہہ رہے تھے کبھی تو سریس بھی ہوا کرو۔

تم مذاق تو کر رہے تھے مان لیا مگر یہ خانہ خراب اور بیڑا غرق بھی کہیں گفتگو کا حصہ ہے پھر میرے بڑوں کو بھی تم نے رگیدا۔ کیا یہ بلند اخلاقی ہے؟

میں نے تمہارے بڑوں کو جو کچھ بھی کہا ہے علم و مطالعہ کی میز سے کہا ہے یونہی ہوائی فائر نہیں کیا سمجھے۔ اور میں سیریس ہو کر تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے تمہیں ایسا کیوں کہا ہے۔ میرے نزدیک تم اسی قابل ہو بلکہ

اس سے بھی بد تر۔ ہم لوگوں نے آج تک تمہیں برداشت کیا تو یہ ہمارے اخلاق عالیہ کا حصہ ہے اور رواداری جواب غیرت کی حدیں پھلانگ رہی تھی لو سنو،

یار میری بھی تو سن تو تو سچ مچ۔

بس بس کوئی یار وار نہیں بلکہ تم تو یار مار ہو۔ مارِ آستین اب صبر سے بیٹھو۔ چودھری جی، ملک صاحب، میاں صاحب آپ لوگ بھی آجائیں۔ آج میں اس مرزا اخلاق بیگ گورداسپوری کے گرو جی بلکہ گرو گھنٹال کی باتیں آپ کو سناتا ہوں۔ آپ بھی سنیں اور اس بات پر گواہ ہوجائیں کہ میں نے اسے جو کچھ کہا سچ ہے۔

۱) اس کا گرو گھنٹال مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے

صد حسین است در گریبانم

سو حسین میرے گریبان میں ہے۔ کجا غلام احمد قادیانی (لعن) کجا ابنِ رسول ﷺ صبغتہ اللہ سیدنا حسینؓ...!

حضور ﷺ نے فرمایا "میرا حسینؓ جنت کا پھول ہے۔"

اور غلام احمد قادیانی (لعن) ملکہ وکٹوریہ کے قدموں کی دھول ہے، یہ بد اخلاقی نہیں؟ اب چپ کیوں ہو بولتے کیوں نہیں؟ اب دل پہ تالا لگ گیا، منہ سل گیا، دماغ شل ہو گیا کیا؟

ملک صاحب! آپ ہم سب میں بڑے ہیں آپ ہی انصاف کریں اگر میں نے یہ کہہ دیا تمہارے بڑوں نے اپنا خانہ خراب کیا یا تمہارا اور تم ایسوں کا بیڑا غرق کیا ہے تو اس میں بد اخلاقی کی کیا بات ہے۔

اب یہ بولتا نہیں۔

ہاں ہاں تم ٹھیک کہتے ہو ہم نے تو برس ہا برس اسی لئے اکھٹے گزار دیئے کہ ایک جگہ رہنا ہے مگر یہ لوگ بہت روشن خیالی پوز کرتے اور بڑے ویجی ٹیبل "اخلاق عالیہ" کا مظاہرہ کرتے ہیں ان عقل کے اندھوں کو اتنی سی بات سمجھ نہیں آتی کہ ایک صحابیٔ رسول کے سامنے ساری امت کی متفقہ شخصیتیں بھی ہیچ ہیں۔ اور پھر سیدنا حسینؓ جیسا صحابیٔ رسول جو نواسۂ رسول بھی ہے۔ سوار دوشِ رسول بھی اور جگر گوشۂ بتول بھی ان کے سامنے تو بڑی سے بڑی قد آور شخصیت بھی اپنے قد کے ساتھ ٹھہر نہیں سکتی۔

اور ان کے بزرگ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں ہی متنازع شخصیت۔ امت صادقہ کا تین بٹا چار حصہ انہیں کافر، مرتد، واجب القتل سمجھتا ہے۔ ۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کی بنیاد بھی یہی تھی۔

مجلس احرار اسلام کی سیاست سے ہمیں بھی سخت اختلاف ہے مگر یہ تحریک تو تمام احراریوں کے لئے جنت کا سر ٹیفکیٹ ہے ابدی سر ٹیفکیٹ۔ غلام احمد قادیانی کو تو اس کے دونوں بیٹوں فضل احمد اور سلطان احمد نے نہیں مانا تھا۔ ہم کیسے مان لیں اور یہ کوئی ماننے والی شخصیت ہی نہیں اس کی اردو اتنی گندی ہے کہ ناک پہ کپڑا رکھنا پڑتا ہے۔ اسی کے دور کے ولی دکنی اور میر امن دہلوی ہیں۔ ایسی فصیح اردو بے معلیٰ

(بقیہ صـ۳۸ پر)